OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol.: 02, Issue: 01, Jan-June 2021, PP: 44 - 52

ذخیرہ اندوزی کا شرعی حکم اور دور حاضر میں اس کے معاشی نظام پر اثرات

Legal status of Hoarding in the light of Islamic Sharia and its effects on contemporary Economical System

Dr. Attaullah
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, Haripur

Tasnifullah Khan
Teaching Assistant, The University of Haripur, Haripur

Abstract

Hoarding is a socio-economics evil which affects the common man in a society or state. It consequences are; poverty, diseases and immoral effects on man belonging to a society. Hoarding of food stuff like grains, sugar and other all things which can be used as foods of Human beings and Animals, is unlawful because it affects citizens of a state, while hoarding of other than foods can be permitted in a limited way. This Article reveals a method of Lawful and unlawful hoarding that which hoarding is lawful and which is unlawful in the light of Islamic Sharia.

Key Words: *Hoarding, Socio-economics, Food Stuff, Lawful, Unlawful*

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ کے انصاف کیا ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد اللہ جل شانہ کی کلام ہے جس کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ خود اللہ پاک کو تمام مخلوقات پر حاصل ہے۔ اسلام نے معاشرے کی ہر برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے اور ہر کام کا ایک طریقہ کار وضع کیا ہے اور اس کے حدود و قیود متعین کئے ہیں۔ اسلام نے جہاں زندگی کے مختلف شعبوں کے ساتھ انصاف کیا ہے وہاں اسلام نے ایک شاہکار معاشی نظام کے قائم کرنے کی بنیادی اور زریں اصول وضع کئے ہیں اور معاشی برائیوں کو حدف تنقید بنایا ہے۔ ان معاشی برائیوں میں ذخیرہ اندوزی کے متعلق بھی احکام بیان کئے ہیں اور اس کے لئے حدو د بھی مقرر فرمائے ہیں۔ زیر نظر تحقیق میں ذخیرہ اندوزی کے شرعی احکام اور اس کے جدید معاشی نظام پر اثرات کے متعلق بحث کی گئی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کو عربی زبان میں " الاحتکار"[1] کہتے ہیں

"الحَكْرُ: الظُّلم في النقص ، وسُوء المعاشرة. وفلان يحكِرُ فلاناً: أدخَلَ عليه مَشَقّة ومَضَرَّةً في مُعاشَرته ومُعايَشته. وفلان يَحْكِرُ فلاناً حَكْراً. والنَعْت حكر ، والحَكْر: ما احتكَرْتَ من طَعام

CC BY

ونحوه ممّا يُؤكَل، ومعناه: الجمع، والفعل: احتكَر وصاحبه مُحتكِرٌ ينتظر باحتباسه، الغلاء"[2]

"الحَكْرُ: کمی کرکے حق گھٹانا اور بُرا رہن سہن، اور فلان یحکر فلاناً اس وقت کہا جاتا ہے، جب کوئی کسی پر رہن سہن اور معاش میں مشقت اور تکلیف دہی کا معاملہ کرے، اور فلان یحکر فلاناً حکراً کہا جاتا ہے اور صفت حکر آتی ہے۔ والحَکْر: یہ اس چیز کے لئے بولا جاتا ہے جو غلہ وغیرہ کھانے کی چیزوں کو ذخیرہ کردیا جائے اور اس کا معنی جمع کرنا ہے اور فعل احتکر اور اسم فاعل مُحْتَکِرٌ ہے، ذخیرہ اندوز، اس ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے مہنگائی کا انتظار کرتا ہے"

اردو لغت میں ذخیرہ اندوزی کا معنی:

ذخیرہ اندوزی کا مطلب "اشیاء کا ذخیرہ کرلینا تاکہ مانگ زیادہ ہونے پر انہیں مہنگے داموں بیچا جاسکے"[3] "حبس الطعام للغلاء"[4] "کھانے کے اشیاء کا قیمت بڑھ جانے کے لئے روکنا۔"

ذخیرہ اندوزی کی اصطلاحی معنی:

فقہاء نے احتکار کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں۔ ابن عابدین شامیؒ نے احتکار کی لغوی اور شرعی تعریف میں تمیز کی ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

"اشْتِرَاءُ طَعَامٍ وَنَحْوِهِ وَحَبْسُهُ إلَى الْغَلَاءِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا"[5]

"کھانے کی اشیاء اور اس جیسی اور چیزوں کا خرید چالیس دن تک روکنا احتکار ہے"

علامہ کاسانیؒ نے احتکار کی یوں تعریف کی ہے:

"أن يشتري طعاما في مصر ويمتنع عن بيعه وذلك يضر بالناس وكذلك لو اشتراه من مكان قريب يحمل طعامه إلى المصر وذلك المصر صغير وهذا يضر به يكون محتكرا وإن كان مصرا كبيرا لا يضر به لا يكون محتكرا ولو جلب إلى مصر طعاما من مكان بعيد وحبسه لا يكون احتكارا"[6]

"یہ کہ شہر میں کوئی غلہ خریدے اور اسے بیچنے سے رُکا رہے اور اسی وجہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچے اور اسی طرح (یہ بھی ذخیرہ اندوزی ہوگی کہ) اگر وہ قریبی جگہ سے غلہ خرید کر کسی اور شہر (بیچنے) کے لئے منتقل کردے، وہ شہر (جہاں سے غلہ خریدا) چھوٹا ہو جس کی وجہ سے لوگوں کو (غلہ کی کمی سے) تکلیف ہو تو یہ شخص ذخیرہ اندوز ہوگا، اور جہاں سے غلہ خریدا وہ اگر بڑا شہر ہو جہاں لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو پھر یہ ذخیرہ اندوز نہیں سمجھا جائے گا اور اگر وہ کسی دور مقام سے غلہ کسی شہر منتقل کرکے اسے روکے رکھے تو یہ ذخیرہ اندوزی نہیں ہوگی"

ذخیرہ اندوزی کا دائرہ:

ویسے تو ہر چیز کی ذخیرہ اندوزی ہوسکتی ہے لیکن احادیث میں احتکار کا اطلاق عموما تمام اشیائے خورد و نوش پر ہوتا ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا شرعی حکم:

"حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً، يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ"[7]

"حضرت سالم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ اجناس کو مجازفۃً خریدتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک کہ اپنے گھروں میں نہ لے جاؤ"

" مجازفۃ "کا مطلب ہے کہ بغیر تولے کوئی چیز خریدے یعنی ڈھیری کو اندازے سے خریدے۔ گویا اس بات کی تاکید کی جاتی تھی کہ خریدنے کے بعد فوراً نہ بیچے بلکہ پہلے گھر میں لے جائے اس کے بعد بیچے۔ یعنی اس حدیث میں اس بات کی پابندی تو ہے کہ گھر میں لے جانے سے پہلے نہ بیچو، لیکن اس بات کی پابندی نہیں کہ گھر میں لے جانے کے کتنے عرصے بعد بیچے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی بھی شخص کو سامان تجارت گھر میں اس غرض سے رکھنا کہ جب دام بڑھ جائے تو اس کو بیچوں گا۔ بلکہ جب عوام الناس کو ضرورت ہو تو اس سامان تجارت کو نکال کرکے مناسب پر قیمت پر بیچے۔

امام ابو حنیفہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ وہ احتکار یا مال کی ذخیرہ اندوزی منع ہے کہ جس کے روکنے سے اہل شہر کو تکلیف پہنچے۔

ایسی ذخیرہ اندوزی جس سے معاشرہ کے افراد تکلیف میں آجاتے ہیں۔ دام مصنوعی طور پر بڑھا دیئے جاتے ہیں یا دام بڑھنے کی صورت میں ان اشیاء کی فروخت بند کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ لوگ طلب میں لگے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ آجکل، چینی، آٹا، پیٹرول وغیرہ سے متعلق کہا جارہا ہے، اسلام میں ایسی ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے، احادیث میں اس پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں[8]:

1. "كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، يُحَدِّثُ أَنَّ مَعْمَرًا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ"[9]

   "حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ کرنے والا خطاکار ہے۔"

2. "عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ، وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ"[10]

"عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جلب کرنے والا روزی پاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔"

وضاحت: (ذخیرہ اندوزی) "حکر" اور "احتکار" یہ ہے کہ مال خرید کر اس انتظار میں رکھ چھوڑے کہ جب

زیادہ مہنگا ہو گا تو بیچیں گے۔ "جلب" یہ ہے کہ شہر میں بیچنے کے لئے دوسرے علاقہ سے مال لے کر آئے۔: ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت آئی ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی حرام ہے، لیکن مراد وہی ذخیرہ اندوزی ہے کہ جس وقت شہر میں غلہ نہ ملتا ہو اور لوگوں کو غلہ کی احتیاج ہو، کوئی شخص بہت سا غلہ لے کر بند کرکے رکھ چھوڑے اور شہر والوں کے ہاتھ نہ بیچے اس انتظار میں کہ جب اور زیادہ گرانی ہو گی تو بیچیں گے، یہ اس وجہ سے حرام ہوا کہ اپنے ذرا سے فائدہ کے لئے لوگوں کو تکلیف دینا ہے، اور مردم آزاری کے برابر کوئی گناہ نہیں ہے۔

3. "عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: " مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمُ ابْتَلَاهُ اللهُ بِالْجُذَامِ أَوْ قَالَ: بِالْإِفْلَاسِ"(11)

"حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے خلاف غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی کی اللہ تعالیٰ اس پر، غربت افلاس اور جذام کی بیماری مسلط کردینگے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مخلوق اللہ اور خاص طور پر مسلمانوں کو تکلیف و نقصان میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جسمانی و مالی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے اور جو شخص انہیں نفع و فائدہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم و مال میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے

4. "وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من احتكر طعاما أربعين يوما يريد به الغلاء فقد برئ من الله وبرئ الله منه»"(12)

"حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے چالیس دن تک گرانی کے خیال سے غلہ روک رکھا گویا وہ اللہ سے بیزار ہوا اور اللہ اس سے بیزار ہوا"۔

تشریح: وہ اللہ سے بیزار ہوا کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد توڑ ڈالا جو اس نے احکام شریعت کی بجاآوری اور مخلوق اللہ کے ساتھ ہمدردی و شفقت کے سلسلے میں باندھا ہے۔ اسی طرح اور اللہ اس سے بیزار ہوا کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اس بدترین عمل کے ذریعہ مخلوق اللہ کی پریشانی و تکلیف کا سامان کیا تو اللہ نے اس پر سے اپنی حفاظت اٹھالی اور اس کو اپنا نظر کرم و عنایت سے دور کر دیا۔ "ایسی ذخیرہ اندوزی جس سے لوگوں کو تکلیف اور پریشانی ہو، حرام ہے۔ حدیث میں ایسی ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو ملعون فرمایا ہے۔ البتہ اگر لوگوں کو تنگی نہ ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز ہے، مگر چونکہ یہ شخص گرانی کا منتظر رہے گا، اس لئے اس کا یہ فعل کراہت سے خالی نہیں"(13)۔

کیا احتکار کی ممانعت صرف کھانے پینے کی چیزوں میں ہے؟

اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ کا قول ہے:

"وَيُكْرَهُ الِاحْتِكَارُ فِي أَقْوَاتِ الْآدَمِيِّينَ وَالْبَهَائِمِ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فِي بَلَدٍ يَضُرُّ الِاحْتِكَارُ بِأَهْلِهِ وَكَذَلِكَ التَّلَقِّي. فَأَمَّا إِذَا كَانَ لَا يَضُرُّ فَلَا بَأْسَ بِهِ"(14)

"امام ابو حنیفہؒ کی روایت میں احتکار کسی شہر میں کھانے، پینے کی اشیاء اور اقوات بہائم میں ہے جس سے اہل شہر کو تکلیف پہنچے لیکن دوسری اشیاء میں احتکار ممنوع نہیں"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"وَعند أبي يُوسُف فِي كل مَا يضر احتكاره بالعامة وَلَو ذَهَبا أَو فضَّة أَو ثوبا"[15]

"امام ابو یوسف کے نزدیک احتکار لوگوں کی ضرورت کی ہر چیز میں ہے اگرچہ وہ سونا ہو، چاندی ہو یا کپڑے ہو"

امام ابو یوسف کے قول کا حاصل یہ نکلا کہ احتکار تو ہر چیز میں ہے، لیکن اس کی ممانعت انہی حالات پر ہو گی جب اس کو روکے رکھنے سے عامۃ الناس کو تکلیف پہنچے، اگر ضرر نہ ہو تو احتکار ممنوع نہیں۔

دور حاضر میں ذخیرہ اندوزی کا معاشی نظام پر اثرات:

"ذخیرہ اندوزی ملکی معیشت پر یوں اثرانداز ہوتی ہے کہ بہت سی جنس بازار میں جانے سے رک جاتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جنس کا بھاؤ تیز ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کا بار غریب عوام پر پڑتا ہے، جب کہ زمیندار اور تاجر اپنے ہاں محفوظ کردہ جنس کی بدولت زیادہ فائدہ اٹھاجاتے ہیں"[16]۔

ذخیرہ اندوزی اور بنک کا کردار:

ذخیرہ اندوزی اور بنک کا معاشی نظام پر اثرات یوں مرتب ہوتے ہیں:

"بعض دفعہ تاجر بنک سے مزید قرضہ حاصل کرنے کے لئے اپنی جنس بنک کی تحویل میں بطور زرِ ضمانت دے دیتے ہیں، جسے عرف عام میں "Pledge" کہا جاتا ہے۔ اس زر ضمانت کے عوض بنک قرضہ دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ کاروبار اب اتنا عام ہو گیا ہے کہ منڈی کا ہر تاجر اسی کوشش میں مصروف نظر آتا ہے کہ اپنی جنس بنک میں رکھ کر زیادہ سے زیادہ سودی قرضہ حاصل کر سکے، اس طرح سرمایہ دار اور بنک کی ملی بھگت کے وجہ سے غریب عوام پر مہنگائی کی دوہری لعنت مسلط ہو جاتی ہے۔ موجودہ گرانی کا ایک بڑا سبب بھی یہی ہے۔ اس کاروبار میں بنک اس لحاظ سے فائدہ میں رہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم سودی کاروبار میں لگا سکتا ہے جب کہ زر ضمانت پہلے سے ہی اس کے پاس موجود رہتا ہے۔ اور سرمایہ دار اس بات سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ اس کی محفوظ جنس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور آئندہ کے لئے وہ مزید رقم لے کر کاروبار وسیع کرتا اور نفع کماتا ہے"[17]

جیسا کہ امام بیہقیؒ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ إِذَا رَخَّصَ اللهُ الْأَسْعَارَ حَزِنَ، وَإِذَا غَلَّى فَرِحَ "[18]

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتکر بہت بُرا آدمی ہے کہ اگر اللہ تعالی بھاؤ ارزاں کر دے تو اسے غم لگ جاتا ہے اور اگر بھاؤ تیز ہو جائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔"

ذخیرہ اندوز دراصل عوام معاشی ابتری اور اقتصادی بدحالی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی غرض سے اجناس کا ذخیرہ کرتا ہے۔ آخر جب اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور عوام مہنگائی کے ہاتھوں فاقہ کشی پر مجبور ہو جاتے ہیں تو وہ ان کی

نازک حالت پر ترس کھانے کے بجائے ان کی مجبوری میں ان کا خوب استحصال کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ احتکار اتنا بڑا ظلم ہے کہ اگر بعد میں ذخیرہ کی ہوئی چیز صدقہ بھی کر دی جائے تو بھی اس گناہ کا کفارہ نہیں بن سکتی، جیسا کہ ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"وعن أبي أمامة – رضي الله عنه: أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قال: " «من احتكر طعاما أربعين يوما تصدق به ; لم يكن له كفارة"[19]

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غلہ کو چالیس دن تک بند رکھے پھر اسے صدقہ کر دے تو بھی اس کا کفارا نہیں ہو سکتا۔

کنٹرول:

"احتکار کے علاوہ ایک اور چیز بھی بازار سے اشیائے ضرورت کے غائب اور نتیجۃً گراں ہونے کا سبب بنتی ہے وہ "کنٹرول" ہے جس چیز پر حکومت کنٹرول کر لیتی ہے وہ ضرورت کے مطابق عوام کو مہیا نہیں کر سکتی (ورنہ اس کے کنٹرول کرنے کا جواز ہی نہیں) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی بلیک مارکیٹ قیمت زیادہ چڑھ جاتی ہے۔ کوئی چیز کسی وقت بھی درحقیقت بازار سے ناپید نہیں ہوتی بلکہ خفیہ طور پر بازار میں مہنگے داموں فروخت ہونے لگتی ہے، للذا کنٹرول کے مضر اثرات اس کے نفع بخش اثرات سے بڑھ جاتے ہیں"[20]

عہد نبوی ﷺ میں صحابہؓ نے کنٹرول کا ایک معاملہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"عَنْ أَنَسٍ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ لَنَا، فَقَالَ «إِنَّ اللَّهَ هُوَ المُسَعِّرُ، القَابِضُ، البَاسِطُ، الرَّزَّاقُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ»: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"[21]

"انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں غلہ کے دام چڑھنے لگے، یہ صورت حال آپ ﷺ کے سامنے رکھ کر آپ ﷺ سے کنٹرول کی استدعا کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا، رزق کا تنگ کرنے اور فراخ کرنے والا اور روزی دینے والا ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کا کوئی خونی یا مالی حق نہ ہو"

کنٹرول کے موقع پر جا بجا اس چیز کے ڈپو مقرر کر دیئے جاتے ہیں جہاں سے مطلوبہ چیز کنٹرول کے نرخ پر دستیاب ہو سکے۔ اور حکومت کے منظور شدہ کارڈوں پر مل سکے، یہ طریقہ طرح طرح کے بد دیانتی کو جنم دیتا ہے اور فروغ دیتا ہے۔ سب سے زیادہ بد دیانتی ڈپو چلانے والے خود کرتے ہیں جو کسی مستحق کو ٹرخاتے ہیں اور کسی دوسرے کو بطور رشوت زیادہ دے کر نوازتے ہیں، اس کے علاوہ کچھ مال بلیک میں فروخت کر کے اپنے ہاتھوں کو بد عنوانی میں رنگتے ہیں۔ اس طرح چور بازاری کا ایک نیا بازار کھل جاتا ہے۔

کنٹرول کے نقصانات:

کنٹرول میں مندرجہ ذیل قباحتیں موجود ہیں:

ا۔ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق سودے میں مشتری اور بائع دونوں کی رضامندی ضروری ہوتی ہے جو کہ کنٹرول میں یہ شرط پوری نہیں، مشتری چیز خریدنے پر مجبور ہوتا ہے چاہے جس قیمت پر بھی ملے۔

۲۔ کنٹرول شدہ اشیاء ضرورت کے مطابق بازار میں نہیں ملتی۔

۳۔ بلیک کا ایک نیا بازار کھل جاتا ہے جس میں اشیاء کی منہ مانگی قیمت وصول کی جاتی ہے۔

۴۔ کنڑول شدہ اشیاء میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے۔

۵۔ بہت سی اخلاقی بیماریاں بازار میں راہ پا جاتی ہے، لہٰذا کنٹرول ہماری شریعت کے مزاج کے منافی ہے۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی ایک معاشی اور معاشرتی بُرائی ہے جس کا براہ راست اثر عام آدمی پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے غربت، بھوک، بیماری اور اخلاقی برائیاں عام ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی اجناس اور اقوات بہائم میں ناجائز ہے کیونکہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچتا ہے۔ جبکہ دوسری استعمال کی اشیاء میں احتکار ناجائز نہیں جب تک کہ اس کی روک سے عامۃالناس کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس سے یہ قاعدہ اور کلیہ بناکہ وہ احتکار جس سے اہل شہر کو نقصان کا اندیشہ ہو وہ جائز نہیں اور وہ ذخیرہ اندوزی جس سے کوئی شخص متاثر نہیں ہوتا وہ کسی حد تک جائز ہے جب تک کہ اس سے عامۃالناس کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] کیرانوی، مولانا وحیدالزمان، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۰، ص: ۵۰۹

Kirānavī, Waḥīd al Zaman, *Al Qāmūs al Jadīd*, (Lahore: Idārah Islāmiyāt, 1st Edition, 1990), p: 509

[2] الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، دار ومکتبۃ الہلال، بدون جگہ، بدون طبع، بدون تاریخ، ۳: ۶۱

Kh ā l ī l bin Aḥmad, Kit ā b al ʻAyn, (Dār wa Maktabah al Hilāl), 3: 61

[3] فیروز الدین، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، بدون طبع، بدون تاریخ، ص: ۶۹۰

Fayroz al Dīn, *Fayroz al Lughāt Urdū*, (Lahore: Feroz Sons Limited), p: 690

[4] الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۹۸۳ء، ۱: ۱۱

Al Jurjānī, ʻAlī bin Muḥammad, *Al Taʻrīfāt*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1st Edition, 1983), 1: 11

[5] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، ردالمحتار علی الدر المختار، دار الفکر بیروت، طبع دوم، ۱۹۹۲ء، ۶: ۳۹۸

Ibn ʻĀbidīn, Muḥammad Amīn bin ʻUmar, *Radd al Muḥtār*, (Beirut: Dār al Fikr 2nd Edition, 1992), 6: 398

6 الکاسانی، ابوبکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، طبع دوم، ۱۹۸۶ء، ۵: ۱۲۹

Al Kāsānī, Abū Bakr bin Mas'ūd, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2nd Edition, 1986), 5: 129

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۲۱۳۱

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, (Dār Ṭawq al Najāh, 1st Edition, 1422), Ḥadīth # 2131

8 -http://www.banuri.edu.pk/readquestion/zakhera-andozi-ka-hukum/-0001-11-30

9 القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع وتاریخ ندارد، رقم الحدیث: ۱۶۰۵

Al Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī) Ḥadīth # 1605

10 ابن ماجۃ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیۃ، طبع وتاریخ ندارد، رقم الحدیث: ۲۱۵۳

Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd, *Al Sunan*, (Beirut: Dār Iḥyā' al Kitāb al 'Arabiyyah), Ḥadīth # 2153

11 الطیالسی، سلیمان بن داؤد، المسند، دار ہجر مصر، طبع اول، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۵۵

Al Ṭayalasī, Sulaymān bin Dāwūd, *Al Musnad*, (Egypt: Dār Hijr, 1st Edition, 1999), Ḥadīth # 55

12 التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکاۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع سوم، ۱۹۸۵ء، رقم الحدیث: ۲۸۹۶

Al Tabrayzī, Muḥammad bin 'Abdullah, *Mishkāt al Maṣābīḥ*, (Beirut: Al Maktab al Islāmī, 3rd Edition, 1985), Ḥadīth # 2896

13 http://shaheedeislam.com/ap-kay-masail-vol-06-zakheera-andoozi/

14 البابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الہدایۃ، دار الفکر، بیروت، بدون طبع، وبدون تاریخ، ۱۰: ۵۸

Al Bābartī, Muḥammad bin Muḥammad, *Al 'Ināyah*, (Beirut: Dār al Fikr), 10: 58

15 الحلبی، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۸ء، ۱: ۲۱۳

Al Ḥalabī, Ibrāhīm bin Muḥammad, *Majma' al Anhur*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1998), 1: 213

16 کیلانی، عبدالرحمٰن، اسلام میں ضابطہ تجارت، مکتبۃ السلام، دسن پورہ، لاہور، پاکستان، طبع اول، تاریخ ندارد، ص: ۵۵

Kaylānī, 'Abd al Raḥmān, *Islām me Ḋābṭah Tijārat*, (Lahore: Maktabah al Salām, 1st Edition), p: 55

17 ایضاً، ص: ۵۵،۵۶

Ibid., p: 55, 56

18 البیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض، طبع اول، ۲۰۰۳ء، رقم الحدیث: ۱۰۷۰۲

Al Bayhaqī, Aḥmad bin al Ḥusayn, *Sho'ab al Eīmān*, (Riyadh: Maktabah al Rushd, 1st Edition, 2003), Ḥadīth # 10702

19 مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ملا علی قاری، علی بن محمد، دار الفکر، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۲ء، رقم الحدیث: ۲۸۹۸

Mulla 'Alī Qārī, *Mirqāt al Mafātīh*, (Beirut: Dār al Fikr , 1st Edition), Ḥadīth # 2898

20 کیلانی، عبدالرحمٰن، اسلام میں ضابطہ تجارت، ص: ۵۸،۵۹

Kaylānī, *Islām me Ḋābṭah Tijārat*, p: 58, 59

[21] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع دوم، ۱۹۷۵ء، رقم الحدیث: ۱۳۱۴

Al Tirmidhī, Muḥammad bin ʻĪsa, *Al Sunan*, (Cairo: Maktabah Muṣṭafa al Bābī, 2nd Edition, 1975), Ḥadīth # 1314